Digitized by Khilafat Library Rabwah

روزنامہ
الفضل ربوہ
ایڈیٹر: نسیم سیفی
فون ۴۴۹
رجسٹرڈ نمبر ایل ۵۲۵۴
جلد ۷۵/۴۰ | جمعرات ۴ رجب ۱۴۱۰ھ، یکم تبلیغ ۱۳۶۹ہش، یکم فروری ۱۹۹۰ء | نمبر ۲۸

انسان کے بنائے ہوئے قانون

"کوئی نہ کوئی نفسانی ایسے محرکات ہوتے ہیں جن کے نتیجے میں اکثر انسانی قوانین بنتے ہیں اس لئے وہ کھوکھلے ہوتے ہیں۔ بودے ہوتے ہیں۔ بے معنی ہوتے ہیں۔ قانون وہی ہے جو خدا بنائے۔"

ارشاد سیدنا حضرت امام جماعت احمدیہ (الرابع) ایدہ اللہ۔ الفضل ۲۹ جنوری ۱۹۹۰ء صلا

ارشادات عالیہ سیدنا حضرت اقدس بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ

صدقہ وخیرات سے بلا ٹلنے کے ذکر پر فرمایا:۔

"ہاں یہ بات ٹھیک ہے اس پر لوگ اعتراض کرتے ہیں کہ تقدیر کے دو حصے کیوں ہیں تو جواب یہ ہے کہ تجربہ اس بات پر شاہد ہے کہ بعض دفعہ سخت خطرناک صورتیں پیش آتی ہیں اور انسان بالکل مایوس ہو جاتا ہے لیکن دعا، صدقات وخیرات سے آخر کار وہ صورت ٹل جاتی ہے۔ پس آخر یہ ماننا پڑتا ہے کہ اگر معلق تقدیر کوئی شئے نہیں ہے اور جو کچھ ہے مبرم ہی ہے۔ تو پھر دفع بلا کیوں ہو جاتا ہے؟ اور دعا وصدقہ خیرات وغیرہ کوئی شے نہیں ہے بعض ارادے الٰہی صرف اس لئے ہوتے ہیں کہ انسان کو ایک حد تک خوف دلایا جاوے۔ اور پھر صدقہ وخیرات جب وہ کرے تو وہ خوف دور کر دیا جاوے۔ دعا کا اثر مثل نر و مادہ کے ہوتا ہے کہ جب وہ شرط پوری ہو اور وقت مناسب مل جاوے اور کوئی نقص نہ ہو تو ایک امر ٹل جاتا ہے اور جب تقدیر مبرم ہو تو پھر ایسے اسباب دعا کی قبولیت کے بہم نہیں پہنچتے طبیعت تو دعا کو چاہتی ہے مگر توجہ کامل میسر نہیں آتی اور دل میں گداز پیدا نہیں ہوتا۔ نماز سجدہ وغیرہ جو کچھ کرتا ہے اس میں بدمزگی پاتا ہے جس سے معلوم ہوتا ہے کہ انجام بخیر نہیں اور تقدیر مبرم ہے۔"

"سید عبد القادر جیلانی رضی اللہ تعالےٰ عنہ بھی لکھتے ہیں کہ بعض وقت میری دعا سے تقدیر مبرم ٹل گئی ہے۔ اس پر شارح شیخ عبد الحق محدث دہلی نے اعتراض کیا ہے کہ تقدیر مبرم تو ٹل نہیں سکتی پھر اس کے کیا معنے ہوئے۔ آخر خود ہی جواب دیا ہے کہ تقدیر مبرم کی دو اقسام ہیں ایک مبرم حقیقی اور ایک مبرم غیر حقیقی۔ جو مبرم حقیقی ہے وہ تو کسی صورت سے ٹل نہیں سکتی ہے۔ جیسے کہ انسان پر موت تو آتی ہے۔ اب اگر کوئی چاہے کہ اس پر موت نہ آوے اور یہ قیامت تک زندہ رہے تو یہ نہیں ٹل سکتی۔ دوسری غیر حقیقی وہ ہے جس میں مشکلات اور مصائب انتہائی درجہ تک پہنچ چکے ہوں اور قریب نہ ٹلنے کے نظر آویں۔ اس کا نام مجازی طور پر مبرم رکھا گیا ہے۔ ورنہ حقیقی مبرم تو ایسی ہے۔ کہ اگر کل انبیاء بھی مل کر دعا کریں کہ وہ ٹل جاوے تو وہ ہرگز نہیں ٹل سکتی۔"

(ملفوظات جلد ہفتم صد ۸۷، صد ۸۸)

دعا کے گر سے فائدہ اٹھائیں

ارشادات سیدنا حضرت امام جماعت احمدیہ (الثالث) اللہ تعالیٰ آپ سے راضی ہو

"ہمیں ہر وقت دعا میں لگے رہنا چاہیئے اور یہ صرف توجہ کی بات ہے اس پر کوئی پیسہ خرچ نہیں آتا، مثلاً آپ نماز ادا کرنے کیلئے جائیں تو رستہ میں آپ بیسیوں دفعہ خدا تعالیٰ کی تسبیح کر سکتے ہیں۔ بیسیوں دفعہ خدا تعالیٰ کی تحمید کر سکتے ہیں، بیسیوں دفعہ آپ درود پڑھ سکتے ہیں، خدا تعالےٰ کی کبریائی اور اس کی توحید کے کلمات دہرا سکتے ہیں اس کی عظمت اور جلال کے متعلق خیالات اپنے ذہن میں لا سکتے ہیں۔ پس تم اپنی بات کو دعا میں اس طرح لپیٹ لو جس طرح آجکل کھانے کی چیزوں کو حفاظت کے پیش نظر پلاسٹک کے تھیلوں میں لپیٹ لیا جاتا ہے اور جس طرح پلاسٹک میں لپٹی ہوئی چیزیں لمبے عرصہ تک خراب نہیں ہوتیں وہ لمبے عرصہ تک سڑتی نہیں۔ اسی طرح اگر تم اپنی ہر چیز کو۔ اپنے ہر فعل کو اپنی ہر کوشش اور جدوجہد کو ہر طریق کار کو دعاؤں میں لپیٹ لو، تو شیطان کو اس میں گھسنے کے لئے کوئی رخنہ اور سوراخ نہیں ملے گا، اگر تم ایسا کرو گے تو خدا تعالےٰ تمہاری کوششوں میں اس قدر برکت دے گا کہ اسے دیکھ کر آپ خود بھی حیران ہوں گے۔ اور وہ لوگ بھی حیران ہونگے جو آج سے سینکڑوں سال بعد ہماری جماعت کی تاریخ لکھیں گے۔"

(خطاب حضرت امام جماعت احمدیہ (الثالث) ۲۰، جنوری ۱۹۶۶ء)

مکرم مولوی سلطان احمد صاحب پیر کوٹی کے صاحبزادے مکرم مرزا منیر احمد صاحب کو اللہ تعالےٰ نے ۲۳، جنوری ۱۹۹۰ء کو فضل عمر ہسپتال میں پہلا بیٹا عطا فرمایا ہے۔ نومولود مکرم چوہدری اللہ بخش صاحب صادق ناظر خدمت درویشاں و ناظم ارشاد وقف جدید کا نواسہ ہے۔ اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ اپنے فضل و کرم سے نومولود کو صحت و تندرستی والی طویل عمر عطا کرے اور نیک و خادم دین بنائے۔

مکرم فضل کریم صاحب قمر کی بیٹی عزیزہ طاہرہ پروین قمر صاحبہ کی تقریب رخصتانہ مورخہ ۱۹، نومبر ۱۹۸۹ء بروز اتوار مکرم منظفر احمد طاہر صاحب ولد چوہدری فتح محمد صاحب آف ریوکے (سیالکوٹ) کے ساتھ قرار پائی۔ عزیزہ کا نکاح ۵، فروری ۱۹۸۹ء بروز اتوار بیت المبارک ربوہ میں محترم مولانا سلطان محمود انور صاحب نے مبلغ بیس ہزار روپے حق مہر پر پڑھا تھا۔

تقریب رخصتانہ میں مکرم مولوی سلطان احمد صاحب پیر کوٹی نے اس رشتہ کے ہر لحاظ سے بابرکت ہونے کے لئے دعا کرائی۔

ادارہ الفضل احباب کی خدمت میں گذارش کرتا ہے کہ جماعت کے تمام دوستوں کے لئے دعا کریں۔

Digitized by Khilafat Library Rabwah

روزنامہ
الفضل
ربوہ
پبلشر : آغا سیف اللہ ، پرنٹر : قاضی منیر احمد
مطبع : ضیاء الاسلام پریس۔ ربوہ ، مقامِ اشاعت : دارالنصر غربی ربوہ
قیمت : ایک روپیہ پچاس پیسے

یکم تبلیغ ۱۳۶۹ ہش
یکم فروری ۱۹۹۰ء

عمل اور ردِّ عمل

دنیا میں امن کیوں قائم نہیں ہو رہا ؟ ہم سمجھتے ہیں اس کی ایک ــــ اور سب سے بڑی وجہ یہ ہے ــــ کہ لوگ یہ نہیں سمجھ پائے کہ یہ دنیا عمل اور ردِّ عمل کا میدان ہے۔ آپ نے دنیا کے ایک کونے میں ایک بات کی اور سمجھ لیا کہ بس بات یہیں ختم ہو جائے گی۔ لیکن بات وہاں ختم نہیں ہوتی بلکہ اس کا ردِّ عمل کہیں اور ظاہر ہونے لگتا ہے۔ اور پھر اس ردِّ عمل کا ردِّ عمل ظاہر ہونے کا بھی امکان ہوتا ہے۔ اور اس طرح ایک زنجیر کی کڑیاں بننے لگتی ہیں اور ہر طرف بد امنی پھیل جاتی ہے۔ اگر ہم امن چاہتے ہیں تو سب سے پہلی کرنے کی بات یہ ہے کہ کوئی ایسی بات ہی نہ کریں جس سے ایسا ردِّ عمل ظاہر ہو جو امن کو تباہ کر دے۔

لوگ ایسا کرتے کیوں نہیں۔ اس لئے کہ وہ صرف اور صرف اپنی طرف دیکھتے ہیں اور دوسروں کو نظر انداز کر دیتے ہیں۔ وہ جو چاہتے ہیں کر گزرتے ہیں اور یہ نہیں سوچتے کہ دوسروں پر اس کا کیا اثر پڑے گا اور وہ اثر کہاں کہاں کے حالات کو بدلے گا اور امن کو دھندلا بھی دے گا اور اس کے فروغ میں روکیں بھی ڈال دے گا۔

پاکستان میں جس طرح ہر فرقہ اپنی اپنی شریعت نافذ کرنے پر تلا ہوا ہے اس کے اثرات بھارت پر بھی پڑ رہے ہیں۔ حضرت امام جماعت احمدیہ (اللہ تعالیٰ ہر قدم پر آپ کی مدد فرمائے) نے اس امر کی طرف اشارہ کرتے ہوئے فرمایا ہے کہ بھارت میں مسلمانوں کو سب سے زیادہ نقصان اس بات سے پہنچنے کا احتمال ہے کہ وہاں بھی کٹڑ ہندو اپنا مذہب اسی طرح پر نافذ کریں گے اور مسلمانوں کو زبردستی ہندو بنانے کی مہم کو تیز سے تیز تر کرتے ہوئے خدا نخواستہ مسلمانوں کا صفایا کر دیں گے۔ اگر وہاں مذہبی انتہا پسند اوپر آگئے جیسے کہ اس بات کی کوششیں جاری ہیں تو ہندو مذہب اپنی پوری قوت کے ساتھ پہلے یہی کام کرے گا کہ مسلمانوں کو مسلمان نہ رہنے دے۔

کیا پاکستان کے مسلمانوں کو یہ بات راس آسکتی ہے کہ وہ ایسی مثالیں پیش کریں کہ دوسروں کو مجبور کر کے اپنے زعم میں مسلمان بنائیں ؟

آؤ مجھ سے کہو جو کہنا ہے
مَیں رہوں گا خموش اور چُپ چاپ
بات جب ختم کر چکو اے دوست
تم نتیجہ نِکال لینا آپ

ــــــ ابوالاقبال

رُخ بدلتے ہُوئے ہَواؤں کے
لائے پرچم نئی گھٹاؤں کے

کون جانے کدھر چلے کشتی
کیا ارادے ہیں ناخداؤں کے

بُت ہیں پوشیدہ آستینوں میں
مغربی فِکر کے خداؤں کے

لے اُڑے بام و دَر کو وہ شعلے
دِل سے اُٹھے جو بے نواؤں کے

دَورِ شاہنشہی کے خلعت و تاج
آگئے ہاتھ میں گداؤں کے

رات کٹنے کو ہے مصیبت کی
دِن گزرنے کو ہیں بلاؤں کے

دامنِ دِل میں میرے غم، اختر
کچھ ہیں اپنوں کے کچھ پراؤں کے

عبدالسلام اختر

جب زمانے میں ظلم و ستم بڑھ گیا تو مرا ہادیِ کامگار آگیا
ساری دنیا کی سب ظلمتیں چھٹ گئیں جب ہمارا شہِ نامدار آگیا
وہ جو صدیوں سے مغلوب و مقہور تھے، اس نے آکر عطا کیں انہیں عظمتیں
بے کس و بے نوا سب ہوئے نعرہ زن، ہم یتیموں کا اک غمگسار آگیا
وہ جو مغرور و سرکش گنہگار تھے، اپنی کثرت پہ جن کو بڑا ناز تھا
ہو گئے سرنگوں چند برسوں میں سب، جب وہ والا حشم شہسوار آگیا
حُسنِ یوسف لیے، یدِ بیضا لیے، اپنی ہر سانس میں رُوحِ قدسی لیے
جاں بلب اور برسوں کے مُردوں کو پھر، زندگی بخشنے تاجدار آگیا
وہ کہ ہے مصطفیٰ، مجتبیٰ، مہ لقا، اسکے حسن و شمائل رسا دیکھ کر
کیف و مستی میں دنیا پکاری کہ وہ دلبرِ دلبراں، گلعذار آگیا

خواجہ بشیر احمد رسا

Digitized by Khilafat Library Rabwah

نصیر احمد۔ کینیڈا

قسط نمبر ۲، آخری

باتیں حضرت قاضی محمد اسلم صاحب کی

سنہ ۱۹۷۴ء سے پہلے کا دور ایک ایسا زمانہ تھا جس میں احمدیہ انٹر کالجیٹ سٹوڈنٹس ایسوسی ایشن ایک بہت فعال اور بے دھڑک تنظیم تھی اور ہوتی بھی کیوں نہ جبکہ اس کی سرپرستی ہمارے موجودہ امام حضرت مرزا طاہر احمد صاحب خود کرتے تھے۔ بنفسِ نفیس کئی اجلاسوں میں شرکت کرتے اور جب بھی لاہور آتے آنے کی اطلاع پہلے بھجوا دیتے تاکہ ملاقات کا ایک موقع نکل سکے۔ اسی دور میں مجھے بھی ایک سال اس ایسوسی ایشن کا جنرل سیکریٹری ہونے کا موقع ملا۔ اس دوران متعدد مذاکرے مختلف موضوعات پر جلسے بڑی شان سے پورے لاہور میں کئے۔ تعلیمی اداروں میں پوسٹر وغیرہ لگائے جاتے باقاعدہ دعوتی کارڈ پر موضوع جلسہ، تقریر کرنے والے علماء اور پروفیسر صاحبان کے نامِ گرامی درج ہوتے اور یہ کارڈ بکثرت طالب علموں میں تقسیم کئے جاتے۔ دعوت عام دی جاتی۔ اکثر ایسے جلسے YMCA ہال مال روڈ لاہور پر منعقد ہوتے اور نیو کیمپس سے پنجاب یونیورسٹی کے طلباء کے لئے علیحدہ بسوں کا انتظام ہوتا۔ حضرت قاضی صاحب کی ساری زندگی طلباء میں گذری اس لئے ان تمام سرگرمیوں میں آپ کا وجود حاضر ہوتا۔ گاہے بگاہے جب بھی کوئی مشکل امر پیش آتا حضرت قاضی صاحب بڑی دلچسپی سے ہماری مدد کرتے۔ ان کی طبیعت کا خاصہ تھا کہ ان کے ساتھ بات کرنے میں نہ تامل ہوتا اور نہ ہچکچاہٹ محسوس ہوتی۔ اس قدر سادہ طبیعت اور مذاق تھا کہ عمر کا فرق ذرہ بھی حائل نہ ہوتا۔ اس لئے ایک بات ہمیشہ طے ہوتی کہ جلسہ کی صدارت قاضی صاحب کے ذمہ رہتی۔ آپ نہ صرف صدارت فرماتے بلکہ تمام تقاریر کو بہت غور سے سُنتے اور نوٹس لیتے رہتے۔ ایسے ہی ایک جلسہ کا انتظام کیا حسب معمول صدارت قاضی صاحب کے ذمہ رہی اور مقام بھی YMCA ہال مال روڈ تھا۔ مقررین میں حضرت سیدنا مرزا طاہر احمد صاحب اور حضرت مولانا عبدالمالک صاحب شامل تھے اور "سوشلزم" کے موضوع پر تقریر کے لئے پنجاب یونیورسٹی کے شعبہ انتظامات کے پروفیسر اے آر جعفری A.R. JAFERY صاحب تھے۔ چونکہ یہ موضوع ایسا تھا کہ حکومتِ وقت اور اس کے سربراہ خود کو اس موضوع کا ماہر تصور کرتے اور اپنے خیال اور رائے کو حرفِ آخر کا درجہ دیتے اس لئے طلباء میں گہری دلچسپی تھی ہال سارا بھرا ہوا تھا بلکہ باہر بھی احباب کھڑے تھے۔ نہایت عمدہ تقریریں ہوئیں۔ پروفیسر جعفری صاحب ایک ہردلعزیز شخصیت ہیں۔ بڑی پُر زور تقریر کی۔ حضرت قاضی صاحب صدارت کے فرائض کے ساتھ ساتھ نوٹس لیتے رہے اور جونہی پروفیسر صاحب نے ختم کیا حضرت قاضی صاحب نے ایک کاغذ کا ٹکڑا مجھے دیا کہ جعفری صاحب کو دے دو جعفری صاحب پڑھ کر بہت محظوظ ہوئے اور صرف اتنا کہا کہ مجھے آپ سے اتفاق ہے گو جعفری صاحب کی تقریر سوشلزم پر تھی اور قاضی صاحب کے ریمارکس مذہبی تھے

لاہور میں حضرت قاضی صاحب کا قیام ان کی کوٹھی واقع گلبرگ میں ہوتا جب بھی میرا ادھر سے گذر ہوتا اکثر چلا جایا کرتا۔ خود بھی کہتے کہ جب ادھر آؤ آجایا کرو۔ اسی کمرہ میں ہوتا ہوں یا زیادہ سے زیادہ باتھ روم تک جاؤں گا۔ فون وغیرہ کرنے کی ضرورت نہیں۔

ایک دفعہ میرے ایک کلاس فیلو جو بہاری تھے اور مشرقی پاکستان کے بنگلہ دیش بننے کے بعد سے کچھ خانگی اور مالی پریشانیوں کا شکار رہتے۔ والدین بنگلہ دیش میں پھنسے ہوئے تھے اور ذریعہ آمد نہ تھا۔ یہ صاحب ایک دفعہ میرے پاس آئے اور کہنے لگے کہ مالی طور پر بہت تنگی ہے اور کام کی تلاش کر رہا ہوں لیکن بے سود نیشنل بنک میں درخواست دی ہوئی ہے اور جگہ بھی خالی ہے لیکن وہاں ایک احمدی افسر ہے اگر تم سفارش کرو تو شاید کام بن جائے۔ میں تو ان احمدی افسر صاحب سے واقف نہ تھا لیکن اچانک حضرت قاضی صاحب کا خیال آیا۔ فوراً ہی ہم دونوں موٹر سائیکل پر حضرت قاضی صاحب کے گھر پہنچ گئے حال احوال دریافت کرنے پر پوچھا کہو کس طرح آئے ہو۔ میرے ساتھ ایک اجنبی کو دیکھ کر فوراً سمجھ گئے ہوں گے کہ کسی کام کی غرض سے آیا ہے میں نے مدعا بیان کیا اور اپنے دوست کے تعارف میں یہ بھی بیان کر دیا کہ یہ دوست ہماری جماعت سے تعلق نہیں رکھتے۔ فوراً اُٹھ کر بیٹھ گئے اور فرمانے لگے کہ یہ تم نے کیسی بات کہی۔ ضرورت مند کی حاجت پوری کرنے میں احمدی غیر از جماعت کا فرق بے معنی ہے۔ ہماری جماعت کا ایک بڑا مقصد حضرت بانیٔ سلسلہ احمدیہ نے خدمتِ خلق بھی بیان کیا ہے اور اس میں مذہب اور فرقہ کی قید نہیں۔ پھر ذرا سختی سے فرمانے لگے "دیکھو اب کبھی ایسی بات نہ کرنا" میں نے ذرا وضاحتاً کہا کہ قاضی صاحب میں نے تو صرف تعارف میں ایسا کہا ہے میرا مدعا فرقہ پرستی نہیں۔ تو فرمانے لگے کہ حاجت کے وقت ایسے فرق کو ظاہر کرنا ایسا تاثر دیتا ہے جیسے ہم فرقہ پرستی کرتے ہیں۔ پھر میرے دوست کی طرف متوجہ ہوئے اور اس احمدی افسر کا نام پتہ پوچھا۔ سن کر کہنے لگے کہ میں تو ایسے احمدی نامی آدمی کو نہیں جانتا۔ پھر کچھ اور کوائف پوچھے جن کا جواب ہمارے پاس نہ تھا پھر فرمایا کہ لاؤ پنسل کاغذ جب حاضر کیا تو اس افسر کے نام سادہ سی چٹھی لکھ دی۔ میں نے کہا کہ قاضی صاحب آپ تو اس کو جانتے بھی نہیں اور چٹھی کیسے لکھ دی تو فرمانے لگے اگر احمدی ہے اور میں نہیں جانتا تو وہ مجھے جانتا ہی ہوگا اور اگر گورنمنٹ کالج لاہور کا پڑھا ہوگا تو کچھ لحاظ تو کرے گا۔ پھر فرمایا ہمارے پاس سے کوئی آدمی خالی تو نہ جائے۔ اپنا فرض تو پورا کر دیا۔ یہ تھی حضرت قاضی محمد اسلم صاحب کی شخصیت۔

سنہ ۱۹۷۳ء کے جلسہ سالانہ کے موقع پر میرے ساتھ تین غیر از جماعت دوست تھے۔ پنجاب یونیورسٹی میں ہم اکٹھے پڑھتے تھے (وہ تینوں آج کل موجودہ حکومت کے اعلیٰ عہدوں پر فائز ہیں۔ ایک تو.. ترقی کر کے ڈی سی کے عہدے تک پہنچ گئے ہیں) ہم میں آپس میں بحث چھڑ گئی کہ آیا پرنسپل گورنمنٹ کالج لاہور کا عہدہ بڑا ہے یا پنجاب یونیورسٹی کے وائس چانسلر کا۔ گورنمنٹ کالج چونکہ ایک مشہور درسگاہ ہے اور ایک زمانہ میں داخلہ ملنا قابلیت کا ایک معیار تصور ہوتا تھا اسی لئے اس کالج کے پڑھے ہوئے طلباء اکثر قدرے فخر سے یہ بات بیان کرتے ہیں کہ ہم اس کالج کے طلباء ہیں اور یہ احساس برتری بعض اوقات غیر ضروری طور پر نمایاں ہو جاتا ہے۔ میرے دوست بھی غالباً اسی مرض کے پنجہ میں گرفتار تھے اور مصر تھے کہ پرنسپل گورنمنٹ کالج لاہور اپنے عہدہ میں براعتبارِ معاشرتی مقام زیادہ اہم ہے اور بات اور بڑھا دی کہ اگر پرنسپل کو وائس چانسلر بننے کی پیشکش کی جائے تو انکار کر دے گا۔ میری رائے اس کے اُلٹ تھی اور دلیل یہ تھی کہ گورنمنٹ کالج لاہور اپنی تاریخ میں کتنی شہرت ہی کیوں نہ رکھتا ہو بہرحال پنجاب یونیورسٹی کے ماتحت آتا ہے اور اپنی ڈگریاں بھی پنجاب یونیورسٹی کے نام سے لیتا ہے اس لئے یہ دونوں برابر نہیں۔ کالج یونیورسٹی کا کئی لحاظ سے ضمنی ادارہ ہے اور نسبتاً جغرافیائی حدود میں مقید ہے۔ لیکن ہمارے دوست نمک حلالی کے طور پر یہ بات ماننے کو تیار نہ تھے۔ اب یہ بحث اپنے نتیجہ میں بے مقصد تھی۔ لیکن ختم ہونے کو نہ آتی۔ اچانک میری نظر حضرت قاضی صاحب پر پڑی جو اس وقت جلسہ سالانہ کی صدارت کر رہے تھے میں نے کہا کہ اس جلسہ کے بعد اس بحث کا خاتمہ کروا دوں گا۔ فرمانے لگے وہ کیسے میں نے عرض کیا کہ جلسہ کی صدارت جو صاحب کر رہے ہیں وہ گورنمنٹ کالج لاہور کے پرنسپل رہ چکے ہیں۔ اب اس سے زیادہ موزوں منصف نہ مل سکے گا۔ جب کہ وہ خود بھی اسی مقام پر رہے ہیں جس کی تم تعریف کر رہے ہو جلسہ کے اختتام پر ہم سب قاضی صاحب کے انتظار میں کھڑے ہو گئے۔ جم غفیر کے جانے کے بعد ہلکی گرد میں سے حضرت قاضی صاحب اکیلے ہی آتے ہوئے دکھائی دیئے۔ میرے دوست یہ بات ماننے پر تیار نہ ہوئے۔ یہ وہی شخص ہیں جو آدھ گھنٹہ پہلے اتنے بڑے جلسہ کی صدارت فرما رہے تھے اور اب اکیلے پیدل ہی چلے آتے ہیں۔ پہلے تو یہ مسئلہ حل کیا اور قاضی صاحب سے یہ سوالات پوچھے کہ کیا آپ ہی صدارت فرما رہے تھے اور پھر کہ کیا آپ ہی گورنمنٹ کالج کے پرنسپل رہ چکے ہیں۔ جب جواب اثبات میں ملا تو حیرانگی اور بڑھی۔ اس پر میں نے اپنے دوست کو بتایا کہ جماعت احمدیہ شخصیت پرستی نہیں کرتی۔ اور احمدیت نے کئی لحاظ سے چھوٹوں کو بڑا اور بڑوں کو چھوٹا کر کے ایک ایسا معیار قائم کر دیا ہے۔

باقی صفحہ ۵ پر

Digitized by Khilafat Library Rabwah

شذرات

نون۔ سین

مغربی کنارہ اور غازہ پٹی

مغربی کنارے اور غازہ سٹرپ پر انتخابات کی تجویز کو تو یوں سمجھا جا رہا ہے کہ شائد اس سے آہستہ آہستہ مکمل امن کی راہ پیدا ہو سکے۔ لیکن گزشتہ روز اسرائیل کے وزیراعظم ایزک شمیر نے کہا کہ مغربی کنارہ اور غازہ پٹی ہمارے لئے انتہائی ضروری ہے کیونکہ یہی وہ جگہ ہے جہاں باہر سے آنے والے تین لاکھ یہودیوں کو بسایا جا سکتا ہے۔ جیسا کہ سب جانتے ہیں فلسطینیوں کا اسرائیل سے جھگڑا تو اسی بات پر ہے کہ غازہ پٹی اور مغربی کنارہ ان کی زمین ہے اور اسرائیل کو اس سے دستبردار ہو جانا چاہیئے۔ شمیر نے کہا کہ بہت سارے یہودی اسرائیل آنا چاہتے ہیں اور اسرائیل کے لئے بھی یہ بات اس لئے اہم ہے کہ یہی اس کی مضبوطی کا باعث بن سکتی ہے اور ان یہودیوں کو یہاں بسانے کے لئے ہمیں زمین درکار ہے مسٹر بیکر نے مصریوں اور اسرائیلیوں کے وزرائے دفاع کو اپیل کی ہے کہ وہ ان سے واشنگٹن میں ملیں۔ لیکن یہ نہیں کہا جا سکتا کہ مصر کے مجید اسرائیل کے موشے ارنس سے ملاقات کرنا پسند کریں گے یا نہیں۔

اگرچہ مصر کے وزیر دفاع گزشتہ منگل کے روز واشنگٹن پہنچ گئے اور یہ مقصد لے کر گئے کہ پی۔ ایل۔ او اور اسرائیل کے مقاصد میں جو تضاد ہے اسکو کسی طور دور کر کے مشرق وسطیٰ میں امن قائم کیا جائے۔ مسٹر عصمت عبدالمجید کا امریکہ کا یہ دورہ مسٹر یاسر عرفات کے مصر کے دو دوروں کے بعد آیا ہے کہتے ہیں کہ صدر حسنی مبارک جو اس بات کی کوشش میں مصروف ہیں کہ پی۔ ایل۔ او اور اسرائیل کی آپس میں گفت و شنید کا موقعہ فراہم کیا جائے۔ نے عثمان الباز جو صدر کے سیاسی دفتر کے ڈائریکٹر ہیں کو عبدالمجید کے ساتھ واشنگٹن بھیجا ہے۔ مقصد یہ ہے کہ یہ لوگ امریکہ کے سیکرٹری آف سٹیٹ جیمز بیکر کی کوششوں کو کامیاب بنانے کے لئے ہر ممکن اور ضروری اقدام کریں۔ واشنگٹن سے ایک نیوز ایجنسی نے بتایا ہے کہ جیمز بیکر کی دی ہوئی تاریخ میں کسی حد تک توسیع کا کیا مقصد ہے۔

تنظیم آزادی فلسطین نے امریکہ کے اس فیصلے پر ناپسندیدگی کا اظہار کیا ہے۔ کہ وہ یونائیٹڈ نیشنز فوڈ اینڈ ایگریکلچرل آرگنائزیشن کو دی جانے والی مدد کم کر دیگا۔ اور یہ فیصلہ ایسے حالات میں کیا گیا ہے جب ایف اے او نے فیصلہ کیا کہ اسرائیلی مقبوضہ علاقوں میں رہنے والوں کی مدد کی جائے۔

پی ایل او امریکہ گفت و شنید کرنے والے حدام بالاوُ نے امریکی سفیر کو جو تیونس میں متعین ہیں ایک خط میں کہا ہے کہ امریکہ کا یہ فیصلہ فلسطینی لوگوں کے اندرونی معاملات میں دخل اندازی ہے۔ جو فلسطینی اسرائیل کی حکومت میں رہ رہے ہیں خاص کر مقبوضہ علاقوں میں ان کا بھی حق ہے کہ وہ ایف۔ اے۔ او سے مدد حاصل کریں ملاوی بلاوُ نے واشنگٹن میں حکام بالا سے اس فیصلے پر نظر ثانی کے لئے ملاقات کی ہے۔

مستقبل

ایس ایم ظفر سابق وزیر قانون کہتے ہیں میں تو یہ کہوں گا کہ ہر ۱۴ اگست کی تقریب پر یا دیگر قومی تقریبات پر ہم یہ بیان کرنا اور تکرار کرنا چھوڑ دیں کہ ہم کیوں اور کیسے معرض وجود میں آئے۔ بس یہی کافی ہے کہ ہم ۱۹۴۷ء میں دنیا کی ایک آزاد قوم اور مملکت بن گئے کسی کو ہم سے پوچھنے کا کیا حق ہے کہ ہم کیوں وجود میں آئے اور ہم نے ایک نئی مملکت کیوں بنائی۔

اب یہ بحث بہت ہو چکی۔ لہٰذا مزید بحث غیر ضروری بھی ہو گی۔ ہم ایک آزاد مملکت ہیں اور کسی آزاد مملکت کو اپنی بقا اور ترقی کیلئے اپنے قیام کی وجہ بتکرار اور بیان کرنے کی کوئی ضرورت نہیں ہوتی۔ کوئی یہ نہیں پوچھتا کہ آج ریاستہائے متحدہ امریکہ ایک مملکت کیوں ہے۔ جاپان کیوں۔ برما کیوں ہے۔ ہم یہ کیسے بتا رہے ہیں۔ کہ پاکستان کا وجود کس لئے ضروری تھا۔ سال بسال اس طرح کی تقاریر کر کے ہم الجھانے میں اپنی اور خاص طور پر نوجوان نسل کی خودداری کو ٹھیس پہنچا رہے ہوتے ہیں۔ میں چاہوں گا کہ ہمارے دانشور اور ہمارے قائدین اب ہماری سوچوں کو ایسی ترتیب دیں جس سے ہمارا حال بہتر ہو اور ہمارا مستقبل روشن ہو سکے۔ پاکستان کی آئیڈیالوجی سے مراد صرف اور صرف یہی ہے کہ وہ کونسا راستہ ہے۔ جس پر چل کر پاکستان کے دس کروڑ سے زیادہ افراد آج کے مقابلے میں، کل کی زندگی بہتر انسان کے طور پر بسر کر سکیں۔ لہٰذا اپنے ماضی کو تاریخ دانوں کے لئے چھوڑ دیں اب ہم خود تاریخ سازی کریں وہ آئیڈیالوجی پیش کریں جو قابل عمل ہو۔ مربوط ہو اور ایک ایسا رجحان پیدا کرنے کی قوت رکھتی ہو جو قوم کو فعال اور متحرک کر سکے چنانچہ میرے نزدیک پاکستان کی آئیڈیالوجی یوں بیان کی جا سکتی ہے کہ اس سے مراد ہمارا یعنی ان کا جنہوں نے پاکستان بنایا تھا۔ اور اس کے بعد ان نسلوں کا جو دنیا سے اب جا چکی ہیں۔ اور ان کا جو آج موجود ہیں۔ یعنی جو پاکستانی ہیں یہ ان سب کا یقین محکم ہے۔ کہ اگر ہم آپس میں اتحاد کریں اور نظم و ضبط سے کام لیں تو ہم جو مسلم اکثریت پر مبنی ایک معاشرہ ہیں۔ ہم لوگ مسلمان ہونے کے رشتے ناطے سے قرآن و سنت کی روشنی میں عوام الناس کی بھلائی اور بہبودی کی راہیں تلاش کر سکتے ہیں۔ کیونکہ مسلمان افراد جب باہم مل کر سوچتے ہیں تو ان کی اجتماعی سوچ غلط نہیں ہو سکتی۔

غرضیکہ اجتماعی سوچ یا قرآن و سنت اور عوام کی بھلائی اور بہتری ہماری آئیڈیالوجی کے تین ستون ہیں۔ آئیں انہیں اپنائیں اور آگے بڑھیں۔

(جنگ ۱۶ جنوری ۱۹۹۰ء)

چینی وفد

گزشتہ دنوں ایک چینی وفد مشتمل بر دو افراد پاکستان آیا ہوا تھا۔ مال روڈ کے یونیورسٹی اولڈ کیمپس اور جناح ہال والے حصے کو دیکھ کر اس وفد نے کہا کہ یہ حصہ تو شنگھائی کی ایک سڑک سے بالکل مشابہ ہے۔ انہوں نے یہ بھی کہا کہ چین میں بھی قدیم بادشاہوں کے تعمیر کئے ہوئے قلعے موجود ہیں۔ یہ بات انہوں نے بادشاہی مسجد اور قلعہ دیکھ کر کہی۔ ان میں سے ایک نے کہا۔ کہ چینی حکومت اپنے تاریخی ورثے کا پوری طرح تحفظ کرتی ہے۔ یہ ورثہ دنیا بھر کے سیاحوں کے لئے کشش اور دلچسپی کا باعث ہے۔ اور ہر سال دنیا بھر کے لاکھوں سیاح چین کے اس تاریخی ورثے کو دیکھنے آتے ہیں۔

بقیہ: قاضی محمد اسلم صاحب کی باتیں

جس میں فرق زیادہ نہیں۔ ان باتوں کے بعد میں نے قاضی صاحب سے عرض کیا کہ ایک مسئلہ زیر بحث ہے جس کو صرف آپ ہی سلجھا سکتے ہیں۔ جب قصہ بیان کیا تو آپ کی گورنمنٹ کالج کی وابستگی کی یاد دوبارہ اچانک ہری ہو گئی۔ فرمانے لگے کہ "بھئی گورنمنٹ کالج کی تو بات ہی اور ہے۔" اس پر میرے دوست بہت خوش ہوئے۔ میں نے عرض کیا کہ سوال یہ بھی ہے کہ آیا گورنمنٹ کالج کے پرنسپل کو وائس چانسلر پنجاب یونیورسٹی کا عہدہ پیش کیا جائے تو کیا وہ قبول کرے گا۔ کچھ توقف کے بعد فرمایا کہ "وقت وقت کی بات ہے۔ آج کل تو کسی جگہ عزت نہیں۔" پھر کہا "بھئی سچی بات ہے اگر میرے وقت میں مجھے ایسی پیش کش کی جاتی تو میں تو قبول کر ہی لیتا۔ لیکن ایسا موقع ہی نہ آیا۔" اس جواب سے میری تسلی بھی کروا دی۔ پھر فرمانے لگے کہ کیا پروگرام ہے۔ میں نے عرض کیا کہ کوئی خاص نہیں۔ تو کہنے لگے چلو پھر میرے ساتھ گھر تک وہاں چل کر باتیں کرتے ہیں۔ قاضی صاحب چونکہ چوہدری محمد علی صاحب کی کوٹھی پر ٹھہرے تھے۔ اس لئے وہاں چلے گئے۔ راستہ میں چلتے ہوئے چوہدری صاحب بھی سائیکل پر جاتے ہوئے ہم سے آن ملے۔ پھر یہ قافلہ آہستہ آہستہ قاضی صاحب کی رفتار پر چوہدری صاحب کی کوٹھی پہنچا۔ اور دھیمی روشنیوں میں اور دو فلاسفروں کی محفل میں دیر تک باتیں ہوتیں رہیں۔ کبھی قادیان کے زمانہ کی، کبھی تقسیم ہند کے دور کی، کبھی تعلیم الاسلام کالج کے قیام کی اور کبھی فلسفہ اور نفسیات کی۔

آج قاضی صاحب ہم میں نہیں۔ ان کی یادیں باقی ہیں۔ ہزاروں زندگیوں پر ان کی ذات نے اثر ڈالا۔ اگر ہم سب طالب علم اپنی اپنی یادداشت سے چند واقعات اکٹھے کر سکیں تو حضرت قاضی صاحب کی زندگی، شخصیت اور خدمات دینی اور دنیاوی پر ایک مربوط کتاب بن جائے اور یہ ایک عمدہ شکرانہ کا موجب ہوگا۔ ان کی خدمات کے بدلہ میں جو انہوں نے اپنی ساری زندگی میں بطور مدرس کیں۔

"دیکھو مایوس نہیں ہونا چاہیئے خدا تعالیٰ جب کسی دل میں تبدیلی پیدا کرنا چاہتا ہے تو کسی چھوٹی سی بات سے کر دیتا ہے۔" (ملفوظات جلد نہم ص ۳۱۲)

Digitized by Khilafat Library Rabwah

تعارف

کتاب :- مسیحی انفاسؑ

مرتبہ :- ہادی علی چوہدری صاحب - مربی سلسلہ عالیہ احمدیہ لندن

اس کتاب میں حضرت بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ کے جملہ فرمودات در بارہ مروجہ عقائد عیسائیت شامل کئے گئے ہیں۔ جہاں تک کتاب کے نام کا تعلق ہے۔ مؤلف خود لکھتے ہیں کہ "عاجز نے پیارے آقا حضرت امام جماعت (الرابع) ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی خدمت اقدس میں اس کتاب کا نام رکھنے کی درخواست کی اور اس سلسلے میں چند نام پیش کئے جن میں سے حضور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے اس کا نام مسیحی انفاس پسند فرمایا" اور اس کا انتساب مؤلف نے یوں کیا ہے۔

"استاذی المکرم سید میر داؤد احمد سابق پرنسپل جامعہ احمدیہ ربوہ کے نام جنہوں نے حضرت بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ کے عطا کردہ روحانی خزائن میں سے مختلف عناوین کے تحت مواد جمع کیا اور کتاب "مرزا غلام احمد قادیانی اپنی تحریروں کی رُو سے" تالیف کی اور ہمارے لئے اس میدان میں ایک رہنما طریق قائم کیا۔ اے اللہ ان پر ہمیشہ اپنے پیار کی نظر رکھ۔"

اس کتاب کا دیباچہ محترم ملک سیف الرحمٰن صاحب نے تحریر فرمایا ہے جو اس دیباچے کے آخیر پر کہتے ہیں "کتاب زیر نظر میں عزیزم ہادی علی چوہدری مربی سلسلہ عالیہ احمدیہ نے حضرت مرزا غلام احمد قادیانی (   ) کے کسر صلیب کے سلسلہ میں بیان فرمودہ دلائل کو مختلف ابواب کے تحت جمع کر دیا ہے تاکہ ایک قاری کو وہ تمام دلائل یکجائی صورت میں میسر آجائیں اور اس کے لئے عیسائیت کے مزعومہ عقائد کو ہر زاویہ نگاہ سے دیکھنے اور پرکھنے میں آسانی ہو اس لحاظ سے عزیزم محترم ہمارے دلی شکریے کے مستحق ہیں اور انہیں اس محنت کی داد دینی پڑتی ہے کہ انہوں نے حضرت بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ کی کتابوں کا مطالعہ کر کے ابطال عیسائیت پر مواد جمع کر دیا ہے اور بڑی دیدہ ریزی سے اور بڑی احتیاط سے ان روحانی خزائن کے لعل و جواہر چن کر اکٹھے کئے اور پھر انہیں زیور اشاعت سے مزین کیا۔ اب لعل و جواہر کا یہ خوبصورت دیدہ زیب اور انمول مجموعہ مسیحی انفاس کی صورت میں آپ کے سامنے ہے۔ اللہ تعالیٰ آپ کو حضرت بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ کے ذریعے جاری ہونے والے اس چشمے سے سیراب اور فیضیاب ہونے کی توفیق بخشے۔"

مؤلف نے عرضِ حال کے طور پر تحریر فرمایا ہے۔ "کتاب مسیحی انفاس میں کسرِ صلیب کے ضمن میں حضرت بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ کے بیان فرمودہ دلائل اور براہین کو ایک مجموعہ کی صورت میں مرتب کرتے وقت اس امر کا خاص خیال رکھا گیا ہے کہ کوئی تحریر یا اقتباس جو اس مضمون سے تعلق رکھتا ہو رہ نہ جائے۔ البتہ اس مجموعے کے مطالعے سے بعض جگہوں پر عبارتوں کے ایک تکرار کا گمان ہوتا ہے لیکن معمولی سے تدبر سے یہ حقیقت سامنے آتی ہے کہ ایک ہی بات کو یا ایک ہی واقعے کو مختلف زاویہ ہائے نگاہ سے زیر بحث لایا گیا ہے اور اس سے مختلف استنباط کئے گئے ہیں۔ اس لئے ایسی عبارتوں کا جو بظاہر مکرر نظر آتی ہیں درج کرنا لابدی تھا۔ اس کے باوجود بعض تحریریں ایسی بھی تھیں جن کو حضرت بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ نے ایک سے زائد مرتبہ بیان فرمایا ہے اور ان کا مآل بھی ایک ہی ہے ان کو اس مجموعہ کی طوالت کے خوف سے اس میں شامل نہیں کیا گیا بلکہ ان کے صرف حوالے درج کر دیئے گئے ہیں تاکہ ان دلائل کا ذکر بھی قائم رہے اور تکرار بھی نہ ہو۔ بہرحال کسر صلیب کے مضامین پر مشتمل حضرت بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ کی تمام تحریرات اور فرمودات کو جمع کرنے کی سعی کی گئی ہے اس کے باوجود بھی۔ اگر کوئی تحریر یا ارشاد اس میں شامل کرنے سے رہ گیا ہو تو قارئین سے التماس ہے کہ اس کی نشاندہی کر کے ممنون فرمائیں تاکہ آئندہ اسے بھی شامل کرنے کے بارے میں غور کر لیا جائے۔

ایک اور بات کا ذکر کر دینا بھی ضروری ہے کہ اس کتاب میں تمام حوالہ جات لندن سے چھپنے والے روحانی خزائن کے سیٹ سے لئے گئے ہیں جو دراصل الشرکۃ الاسلامیہ، ربوہ کے زیر اہتمام شائع شدہ سیٹ کا عکس ہے۔"

کتاب کے آخیر پر ایک نہایت مفصل انڈکس دیا گیا ہے جس کے ذریعے ہر مطلوبہ حوالہ آسانی سے تلاش کیا جا سکتا ہے۔ محترم ہادی علی صاحب ہم سب کے شکریہ کے مستحق ہیں اور ہم انہیں دلی مبارکباد دیتے ہیں کہ انہوں نے یہ نہایت اہم کام سرانجام دیا ہے۔ اللہ تعالیٰ انہیں اس کام کی جزائے خیر دے اور ایسے ہی بہت سے دیگر کام کرنے کی توفیق ارزانی فرمائے۔

(ن - س)

عبدالباسط شاہد

حضرت مولوی فرزند علی خان صاحب

الفضل کے ایک حالیہ شمارہ میں عنوان بالا کے تحت جماعت کے ایک نامور فرزند اور خادم سلسلہ کا بہت ایمان افروز ذکرِ خیر مکرم برادرم شیخ خورشید احمد صاحب سابق نائب ایڈیٹر الفضل کے قلم سے شائع ہوا۔ اس مضمون میں حضرت خان صاحب کی ان خدمات کا بھی ذکر تھا جو انہوں نے اپنے قیام لندن کے دوران سرانجام دی تھیں۔ اس سلسلہ میں دو اخباری بیان ذیل میں پیش کئے جاتے ہیں۔ الفضل ۷ مارچ ۱۹۳۰ء میں ہے کہ

"انگلستان کے مقتدر رسالہ "برطانیہ اور ہوا" کے جنوری ۳۰ء کے نمبر میں حضرت عائشہؓ کے متعلق ایک مضمون نکلا ہے جس میں آپ کے متعلق نہایت ناشائستہ الفاظ استعمال کئے گئے ہیں اور رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق بھی ہتک آمیز رویہ اختیار کیا گیا ہے۔ جونہی اس مضمون کی اطلاع احمدیہ (مشن) کے امام خان صاحب فرزند علی صاحب کو ملی آپ نے اس کے متعلق رسالہ کے ایڈیٹر کو بھی لکھا اور وزیر ہند کے دفتر کو بھی توجہ دلائی ...... رسالہ کے ایڈیٹر نے معافی مانگ لی اور اس مضمون کی اشاعت پر افسوس کا اظہار کیا ...... اور یہ وعدہ کیا کہ آئندہ اشاعت میں نمایاں جگہ پر اسی رسالہ میں اس مضمون کی اشاعت پر اظہار افسوس کیا جائے گا۔ ساتھ ہی یہ بھی وعدہ کیا کہ ایک پورا صفحہ اس رسالہ کا وہ اس غرض سے دے گا کہ اس میں امام صاحب کے دستخطوں سے ...... اس مضمون کے زہر کے ازالہ کے لئے ایک مضمون چھاپ دیا جائے۔"

حضرت خان صاحب لندن مشن میں اپنا عرصہ قیام مکمل کر کے جب واپس قادیان آنے والے تھے اس وقت اس تبادلہ پر برصغیر پاک و ہند کے ایک وقیع و ثقہ اخبار سول اینڈ ملٹری گزٹ نے اپنی ۲۰ مارچ ۳۳ء کی اشاعت میں لکھا:

"ہمیں ہندوستان میں لندن مشن کے کام سے ہمیشہ بہت دلچسپی رہی ہے گذشتہ چند سالوں سے پٹنی میں واقع عظیم الشان بیت الفضل دعوت الی اللہ کا مرکز بنی ہوئی ہے جس کی اہمیت کا یہ ایک بیّن ثبوت ہے کہ اس کے موجودہ امام خان صاحب مولوی فرزند علی صاحب کی روانگی اور ان کے بعد مقرر ہونے والے امام مولانا عبدالرحیم صاحب درد کے وہاں پہنچنے کی خبر رپورٹر نے ایک خاص کیبل گرام کے ذریعہ دی ہے۔ اگرچہ مولانا فرزند علی صاحب سے ہمیں ذاتی طور پر واقفیت حاصل نہیں ہے لیکن وہ لوگ جو ان کی امامت کے زمانہ میں پٹنی گئے ہیں ان کا بیان ہے کہ آپ ایک عالم اور متقی انسان ہیں۔ اور یہ تو مشہور عام بات ہے کہ انہوں نے اپنا اثر و رسوخ اس جماعت کے دوسرے (مربیان) کی طرح جس کے ساتھ ان کا تعلق ہے ہمیشہ صحیح طور پر استعمال کیا ہے آپ نے نوجوانوں کو جو انگلینڈ میں

باقی صـ۸ پر

Digitized by Khilafat Library Rabwah

حافظ محمد صدیق

جرمنی میں پاکستانی تنظیم کے سابق صدر سے ایک ملاقات

مکرم ملک محمود احمد صاحب جو کہ جرمنی میں پاکستانیوں کی تنظیم کے صدر رہ چکے ہیں نے مجھے بتایا کہ آپ سمبڑیال کے رہنے والے ہیں اور گیارہ سال سے ہمبرگ جرمنی میں مقیم ہیں۔ آپ نے جرمنی میں پاکستانیوں کی بہت مدد کی ہے۔ دوران گفتگو آپ نے بتایا کہ آپ کو ابتداء میں ذاتی دلچسپی کی وجہ سے لوگوں کی مدد کے بہت سے مواقع ملے۔ اور پھر رفتہ رفتہ آپ نے اور ساتھیوں کی مدد سے جرمنی میں ایک تنظیم بنائی جس میں اس وقت تین صد پاکستانی شامل ہیں تنظیم کا مقصد تمام پاکستانیوں کو ایک پلیٹ فارم پر لا کر محبت و اخوت کا پیغام دینا، انسانی فلاح و بہبود کے لئے ایک دوسرے سے تعاون کرنا، اور ایسے ہی انسانی حقوق کی خلاف ورزی کے خلاف آواز بلند کرنا تھا۔ اس تنظیم نے باقاعدہ تین چار سال تک جرمنی میں قائد اعظم ڈے اور پاکستان ڈے منانے کا اہتمام کیا۔ ہر سال ایک ہال میں اس سلسلہ میں تقاریب منعقد ہوتیں جن میں حاضری پانچ صد افراد کے لگ بھگ ہو جاتی تھی۔

۱۹۸۱ء میں اس تنظیم کی مدد سے آپ نے پینی برگ میں ایک جلسہ منعقد کروایا جس میں پاکستان کے ایک سیاست دان نے تقریر کی۔ اس جلسہ کی صدارت مکرم ملک محمود صاحب نے کی۔ جلسہ میں جرمنی پریس کے علاوہ جرمن وکلاء نے بھی شرکت کی۔ مکرم ملک صاحب سے مجھے یہ بھی معلوم ہوا کہ جرمن لاء کے مطابق اگر ہمیں اپنے ملک میں چاہے کسی ملک کے باشندہ ہوں اپنے تشخص کو سماجی سیاسی اور مذہبی لحاظ سے نقصان کا خدشہ ہو تو ہم جرمنی میں پناہ حاصل کر سکتے ہیں۔ چنانچہ یہی وجہ ہے کہ اس وقت ہزاروں کی تعداد میں پاکستانی مغربی جرمنی میں رہ رہے ہیں اگرچہ باقاعدہ پرمٹ کے حصول میں خاصا وقت درکار ہوتا ہے۔ ایسے ہی جرمنی جانے والوں کو ابتدائی ایام میں اجنبی ہونے کی وجہ سے بہت سی دشواریوں کا سامنا کرنا پڑتا ہے۔ سب سے پہلے لوگوں کو یہ معلوم نہیں ہوتا کہ انہوں نے رجسٹریشن کیسے کروانی ہے۔ لہٰذا پاکستانیوں کی اس متحدہ تنظیم کے ذریعہ ان کی مدد کی جاتی ہے۔ ان کی رجسٹریشن کا مسئلہ حل کروایا جاتا ہے۔ یہ رجسٹریشن سب کے لئے لازمی ہے خواہ کوئی ملکی ہو یا غیر ملکی ایسے ہی اس کے علاوہ ایک رہائش کے لئے رجسٹریشن کروائی جاتی ہے۔ بعض دفعہ یہ رجسٹریشن نووارد کو خود کروانا پڑتی ہے اور کبھی حکومت خود ہی اس کا انتظام کر دیتی ہے اگر یہ رجسٹریشن جو رہائش سے متعلق ہے نووارد خود کروائے تو حکومت اسے اس کے اخراجات ادا کر دیتی ہے۔ ایسے ہی مکرم ملک محمود صاحب نے بتایا کہ جرمنی کے لاء کے مطابق اہل یورپ جرمنی میں ایک سال تک کام نہ کرنے کے پابند ہیں جبکہ ایشین لوگوں پر دو سال تک کام نہ کرنے کی پابندی ہے۔

مکرم ملک صاحب کو اس قانون کے خلاف بھی باقاعدہ آواز بلند کرنے کا موقعہ ملا۔ آپ نے باقاعدہ تحریر کے ذریعہ مغربی جرمنی کے صدر کو اس غیر منصفانہ آئینی شق کی طرف توجہ دلائی اور پھر وزیر اعظم تک صدر کے ذریعہ اپنی آواز پہنچائی۔ ایسے ہی اپنی اور بہت سی سماجی سرگرمیوں کے علاوہ آپ کو ایک ماہنامہ "ثقافت" بھی نکالنے کا موقعہ ملا۔ تمام پاکستانیوں کو یہ رسالہ مفت مہیا کیا جاتا تھا۔

پانامہ

وسطی امریکہ کا ایک چھوٹا سا ملک ہے۔ ۱۹۰۳ء تک کولمبیا کا حصہ تھا۔ امریکہ کی شہ پر کولمبیا سے آزادی حاصل کرنے کا نعرہ بلند کیا اور امریکہ کو نہر پانامہ بنانے کی اجازت دی۔ ۱۹۷۹ء تک اس نہر پر امریکہ کا کنٹرول رہا۔

اس کا کل رقبہ انتیس ہزار سات سو باسٹھ (۲۹،۷۶۲) مربع میل ہے۔ آبادی تیئس لاکھ بائیس ہزار (۲۳۲۲۰۰۰) نفوس پر مشتمل ہے۔ سرکاری زبان سپینش ہے اس کے علاوہ انگریزی اور کئی ہندوستانی زبانیں بھی بولی اور سمجھی جاتی ہیں۔

یہاں رومن کیتھولک عیسائی فرقہ کی اکثریت ہے جو تقریباً نوے فیصد ہے۔ مسلمان بھی چار فیصد تک بتائے جاتے ہیں۔ یہ ملک امریکہ کے اربوں ڈالر کا مقروض ہے۔ یہاں ماہی گیری کے علاوہ گنا۔ کیلا۔ کافی۔ مالٹا۔ آم۔ ٹماٹر۔ مکئی اور چاول وغیرہ کاشت کئے جاتے ہیں۔

(ب و)

بچوں کا کالم

پیارے بچو! اللہ تعالیٰ آپکو آپ کے والدین اور دوستوں کو ہر طرح خیریت سے رکھے، دین و دنیا میں آپ کو بڑے بڑے رتبے عطا فرمائے اور آپ کو توفیق دے کہ آپ اپنے خاندان کی، اپنی جماعت کی اور ساری دنیا کی خدمت کر سکیں اور اس خدمت کے نتیجے میں آپ سب لوگوں کی دعائیں لینے والے بھی بنیں اور اللہ تعالیٰ کی رضا بھی حاصل کریں۔

اس کالم میں ہم عزیزہ امتہ المصور خالد صاحبہ بنت مکرم خالد سیف اللہ صاحب کا خط شامل کر رہے ہیں۔ اُمید ہے آپ بھی اپنے تعلیمی تجربات پر مشتمل دلچسپ معلومات روزنامہ الفضل کو بھجوائیں گے تاکہ آئندہ اس کالم کے قارئین کے لئے انہیں شامل اشاعت کیا جا سکے۔

آسٹریلیا کے سکول

ہم گذشتہ ایک سال سے آسٹریلیا میں مقیم ہیں۔ ہمیں باقاعدگی سے الفضل ملتی ہے جسے ہم سب بہت شوق سے پڑھتے ہیں۔ الفضل پڑھتے پڑھتے میری نظر بچوں کے کالم پر پڑی تو حیرانگی کے ساتھ خوشی بھی ہوئی میں اپنے بہن بھائیوں کو آسٹریلیا کے سکول کے بارے میں بتانا چاہتی ہوں۔

ہر سکول کا یونیفارم مختلف ہوتا ہے جس پر سکول کا نام چھپا ہوتا ہے۔ عموماً تمام سکول ایک جیسے وقت پر شروع اور ختم ہوتے ہیں۔ سکول بڑی بڑی عمارتوں کی صورت میں ہوتا ہے اور ہر عمارت کا ایک نام مقرر ہوتا ہے۔ مثلاً BLOCK A. BLOCK B۔ اسی طرح کینٹین، لائبریری اور بڑا سا ہال جس میں ڈرامے وغیرہ ہوتے ہیں بھی ہر سکول میں شامل ہیں۔

یہاں اساتذہ کے پڑھانے کا انداز ہمارے پاکستان کے اساتذہ سے بالکل مختلف ہے۔ تمام اساتذہ بچوں کو دوستانہ ماحول میں بے تکلفی کے ساتھ پڑھاتے ہیں۔ اور دوست کی طرح آپس میں بات چیت کرتے ہیں۔ کسی بچے پر جبر کر کے نہیں پڑھایا جاتا۔ اگر بچے کو پڑھنے کی خواہش نہ ہو تو اُن پر زبردستی نہیں کی جاتی آٹھویں جماعت تک ہر ایک کو بغیر امتحان کے پاس کر دیا جاتا ہے۔ البتہ نویں جماعت سے پڑھائی مشکل ہو جاتی ہے۔ پڑھنے کیلئے کتابیں عام طور پر مقرر نہیں ہوتیں جیسے پاکستان میں ہوتا ہے۔ یہاں کورس کے حصوں پر مشتمل کتابیں لائبریری سے مہیا ہوتی ہیں اس لئے ہر ایک کو اپنی ضرورت کیلئے لائبریری سے کتاب تلاش کرنی پڑتی ہے۔

پہلی دوسری جماعت سے ہی بچے کو خود سے تحقیق کرنے کی عادت ڈالتے ہیں چھوٹے بچے خود سے نقشوں پر شہر وغیرہ ڈھونڈتے ہیں۔ کیپٹن کک (جو یہاں کا سب سے پہلا سیاح تھا) اس کے راستے وغیرہ معلوم کرتے ہیں۔ اسی طرح جب بچے بڑی جماعتوں میں پہنچتے ہیں تو تحقیقی مقالے ASSIGNMENTS دیتے ہیں جن کیلئے لائبریری سے کتابیں ڈھونڈنی پڑتی ہیں مثلاً GREEN HOUSE EFFECT, OZONE HOLE وغیرہ زمین کی ساخت مستقبل کی سائنسی ایجادات وغیرہ ان پر ریسرچ کرنی پڑتی ہے۔ ہر مضمون میں ایک باب ختم ہونے کے بعد ٹیسٹ لیا جاتا ہے۔ سارے سال کا کام اور ان کے نمبر آخر میں فائنل امتحان میں جمع کئے جاتے ہیں اس لئے ہر طالبعلم کو سال بھر ساتھ ساتھ محنت کرنی پڑتی ہے

ہر طالب علم نویں جماعت سے ایک ہفتے کیلئے WORK EXPERIENCE یعنی کہیں کسی جگہ پر کام کرتا ہے جو پڑھائی کا خاص حصہ سمجھا جاتا ہے۔

یہاں کمپیوٹر کا بہت استعمال ہے۔ پہلی جماعت سے ہی بچے کمپیوٹر گیمز وغیرہ کرتے ہیں جب کہ ہائی کلاسز میں باقاعدہ اس کا استعمال سکھایا جاتا ہے۔

امتحانات کورس میں سے نہیں آتے ہیں بلکہ زیادہ تر عام معلومات کے سوالات آتے ہیں جو اساتذہ جماعت میں صرف زبانی سمجھاتے ہیں۔ ہر بچے کی تعریف کر کے اس کا حوصلہ بڑھایا جاتا ہے۔ اگر بچہ جماعت میں اچھے نمبر نہیں لے سکتا تو پھر بھی اسے حوصلہ اور یقین دلاتے ہیں کہ وہ اچھے نمبر حاصل کر سکتا ہے بچوں کو جہاں اتنی محنت سے پڑھاتے ہیں وہاں ان کے لئے دلچسپی کے سامان بھی پیدا کرتے ہیں۔ ہفتے میں ایک دن کھیلیں ہوتی ہیں۔ اس کے علاوہ فنکشنز۔ ڈرامے

Digitized by Khilafat Library Rabwah

اور بعض اوقات وڈیو پر فلمیں دکھاتے ہیں۔ یہ سب چیزیں پڑھائی کے ساتھ ساتھ جاری رہتی ہیں۔

(امتہ المصور خالد بنت خالد سیف اللہ صاحب)

وصایا

ضروری نوٹ: مندرجہ ذیل وصایا مجلس کارپرداز کی منظوری سے قبل اس لئے شائع کی جارہی ہیں کہ اگر کسی شخص کو ان وصایا میں سے کسی کے متعلق یا کسی جہت سے کوئی اعتراض ہو تو دفتر بہشتی مقبرہ کو پندرہ یوم کے اندر اندر تحریری طور پر ضروری تفصیل سے آگاہ فرمائیں

سیکرٹری

مجلس کارپرداز۔ ربوہ

مسل نمبر ۲۷۳۱۹: میں منور احمد خالد ولد منشی شیخ احمد صاحب قوم گجر پیشہ ملازمت عمر ۲۷ سال بیعت پیدائشی احمدی ساکن اورنگی ٹاؤن کراچی بقائمی ہوش و حواس بلاجبر و کراہ آج بتاریخ ۸۹-۷-۷ میں وصیت کرتا ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائیداد منقولہ و غیر منقولہ کے ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ ہوگی اس وقت میری جائیداد منقولہ و غیر منقولہ کوئی نہیں ہے۔ اس وقت مجھے مبلغ -/۲۰۰۰ روپے ماہوار بصورت ملازمت مل رہے ہیں۔ میں تازیست اپنی ماہوار آمد کا جو بھی ہوگی ۱/۱۰ حصہ داخل صدر انجمن احمدیہ کرتا رہوں گا۔ اور اگر اس کے بعد کوئی جائیداد یا آمد پیدا کروں تو اس کی اطلاع مجلس کارپرداز کو کرتا رہوں گا۔ اور اس پر بھی وصیت حاوی ہوگی۔ میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے منظور فرمائی جائے۔ العبد۔ منور احمد خالد H-71 سیکٹر ۱۰ اورنگی ٹاؤن کراچی۔ گواہ شد نمبر ۱۔ غلام مصطفےٰ جنجوعہ وصیت نمبر ۲۷۴۰۹۔ گواہ شد نمبر ۲۔ محمد ظفر اللہ وصیت نمبر ۲۴۰۳۹۔

مسل نمبر ۲۷۳۲۰: میں MRS NERi زوجہ صدیق صاحب پیشہ خانہ داری عمر ۴۵ سال بیعت 1958 ساکن انڈونیشیا بقائمی ہوش و حواس بلاجبر و اکراہ آج بتاریخ ۱۵/۱۱/۸۸ میں وصیت کرتی ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائیداد منقولہ و غیر منقولہ کے ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ ہوگی اس وقت میری کل جائیداد منقولہ و غیر منقولہ کی تفصیل حسب ذیل ہے جس کی موجودہ قیمت درج کر دی گئی ہے۔ (۱) دھان کا کھیت بر قبہ ۴۵۰ مربع میٹر مالیتی 1775.000 روپے (۲) حق مہر 450.000 روپے۔ اس وقت مجھے مبلغ -/30.000 روپے ششماہی آمد بصورت جائیداد بالا ہے۔ میں تازیست اپنی ماہوار آمد کا جو بھی ہوگی ۱/۱۰ حصہ داخل صدر انجمن احمدیہ کرتی رہوں گی اور اگر اس کے بعد کوئی جائیداد یا آمد پیدا کروں تو اس کی اطلاع مجلس کارپرداز کو کرتی رہوں گی۔ اور اس پر بھی وصیت حاوی ہوگی۔ میں اقرار کرتی ہوں کہ اپنی جائیداد کی آمد پر حصہ آمد بشرح چندہ عام تازیست حسب قواعد صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ کو ادا کرتی رہوں گی۔ میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے منظور فرمائی جائے۔ الامتہ۔ MRS NERi زوجہ صدیق صاحب انڈونیشیا۔ گواہ شد نمبر ۱ ATMAH JUWMA صادق ولد انڈونیشیا۔ گواہ شد نمبر ۲۔ سلیمان ولد صادق صاحب انڈونیشیا۔

مسل نمبر ۲۷۳۲۱: میں مسز یحیٰ زوجہ علی SUPENA پیشہ خانہ داری عمر ۲۶ سال بیعت 81-1-18 ساکن انڈونیشیا بقائمی ہوش و حواس بلاجبر و اکراہ آج بتاریخ ۳۱/۱۰/۸۸ میں وصیت کرتی ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائیداد منقولہ و غیر منقولہ کے ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ ہوگی اس وقت میری کل جائیداد منقولہ و غیر منقولہ کی تفصیل حسب ذیل ہے جس کی موجودہ قیمت درج کر دی گئی ہے (۱) طلائی زیورات ۳۰ گرام مالیتی 600.000 روپے (۲) حق مہر 50.000 روپے۔ کل جائیداد 650.000 روپے۔ اس وقت مجھے مبلغ -/25.000 روپے ماہوار بصورت جیب خرچ مل رہے ہیں۔ میں تازیست اپنی ماہوار آمد کا جو بھی ہوگی ۱/۱۰ حصہ داخل صدر انجمن احمدیہ کرتی رہوں گی اور اگر اس کے بعد کوئی جائیداد یا آمد پیدا کروں تو اس کی اطلاع مجلس کارپرداز کو کرتی رہوں گی۔ اور اس پر بھی وصیت حاوی ہوگی۔ میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے منظور فرمائی جائے۔ الامتہ۔ مسز یحیٰ زوجہ علی سپینا انڈونیشیا۔ گواہ شد نمبر ۱۔ OBiH CARBIN S/O JAYA انڈونیشیا۔ گواہ شد نمبر ۲۔ RAiS 9SYA انصاری صاحب انڈونیشیا۔

انسان کی زاہدانہ زندگی کا بڑا بھاری معیار نماز ہے۔ وہ شخص جو خدا کے حضور نماز میں گریاں رہتا ہے امن میں رہتا ہے۔

اخبار احمدیہ

سانحہ ارتحال

○ مکرم رشید احمد صاحب ایاز۔ ایاز میڈیکل ہال رحمت بازار کی والدہ محترمہ صالحہ ایاز صاحبہ اہلیہ مکرم مختار احمد صاحب ایاز مورخہ ۲۶ جنوری ۱۹۹۰ء کو سہ پہر تین بجے اچانک دل کا دورہ پڑنے سے ۶۷ سال کی عمر میں وفات پاگئیں۔ موصوفہ موصیہ تھیں۔ ان کی نماز جنازہ مکرم مولانا نذیر احمد صاحب مبشر نے پڑھائی اور تدفین بہشتی مقبرہ ربوہ میں ہوئی تدفین کے بعد مکرم چوہدری حمید اللہ صاحب وکیل اعلیٰ تحریک جدید نے دعا کرائی۔

○ مکرم شیخ میاں محمد اسحاق صاحب دوھاون ولد مکرم شیخ میاں محمد یعقوب صاحب دوھاون سابق درویش قادیان ساکن چنیوٹ مورخہ ۱۱ جنوری ۱۹۹۰ء بروز جمعرات بوقت ۷ بجے شام ایک لمبی علالت کے بعد لاہور میں وفات پا گئے جنازہ ربوہ لایا گیا جہاں حضرت مولوی محمد حسین صاحب رفیق حضرت بانی سلسلہ نے موصوف کی نماز جنازہ دارالضیافت میں پڑھائی

○ محترمہ سیدہ سائرہ بیگم صاحبہ سابق صدر لجنہ شاہدرہ ٹاؤن لاہور جو کہ پروفیسر عطاء الرحمان صاحب ٹی آئی کالج ربوہ کی اہلیہ تھیں بروز بدھ مورخہ ۱۰ جنوری ۱۹۹۰ء کو وفات پاگئی تھیں آپ حضرت سید قاضی حبیب اللہ شاہ رفیق حضرت بانی سلسلہ کی بیٹی تھیں۔ آپ نے ایک بیٹی امۃ النصیر صاحبہ بطور یادگار چھوڑی ہے۔ موصوفہ موصیہ تھیں بروز جمعرات مورخہ ۱۱ جنوری ۱۹۹۰ کو احاطہ دفاتر صدر انجمن احمدیہ ربوہ میں نماز جنازہ ہوئی بعد ازاں بہشتی مقبرہ میں تدفین عمل میں آئی۔

○ مکرم عبد المجید صاحب صدر محلہ دارالعلوم شرقی کے والد مکرم ماسٹر خیر الدین صاحب سابق صدر جماعت احمدیہ چک نمبر 8/11-B مورخہ ۲۸ دسمبر ۱۹۸۹ء بوقت صبح ۵ بجے ایک لمبی بیماری کے بعد اپنے مولا سے حقیقی سے جا ملے۔ موصوف موصی تھے بیت المہدی میں نماز جنازہ ادا کی گئی اور بہشتی مقبرہ میں تدفین ہوئی مکرم حکیم بشیر احمد صاحب نے بعد تدفین دعا کرائی۔ آپ نے چار بیٹے اور تین بیٹیاں اور بیوہ یادگار چھوڑے ہیں۔

قارئین ان سب وفات یافتگان کی بلندی درجات کیلئے دعا کریں

درخواست دعا

○ مکرم شیخ بشارت احمد صاحب کھرڑیانوالہ کی بائیں ٹانگ ایک حادثہ کے نتیجہ میں ٹوٹ گئی ہے وہ الائیڈ ہسپتال میں زیر علاج ہیں۔

○ مکرم فتح محمد خان صاحب دارالنصر غربی ربوہ کی اہلیہ بیمار ہیں۔

○ محترمہ امۃ المتین صاحبہ کا ایم ایڈ کا امتحان شروع ہے۔ انہیں اعصابی تکلیف کیوجہ سے پٹھوں میں درد رہتا ہے

○ مکرم سعید احمد خان صاحب سہیل مربی سلسلہ کے بھائی عقیل احمد صاحب کے ٹخنہ میں حادثہ کی وجہ سے فریکچر ہوگیا ہے۔

○ مکرم سید مبشر حسین صاحب کی بیٹی عظمیٰ زیدی ایک ہفتہ سے بیمار ہے۔

○ مکرم لطیف احمد صاحب گھٹیالیاں کی اہلیہ صاحبہ بعارضہ شوگر و بلڈ پریشر بیمار ہیں۔

احباب ان سب کے لئے دعا کریں

اعلانِ گمشدگی

خاکسار کی گھڑی محلہ دارالعلوم غربی ڈگری کالج روڈ سے بیت المبارک کی طرف جاتے ہوئے مورخہ ۲۵ جنوری کو کہیں راستہ میں گر گئی تھی۔ جس صاحب کو ملی ہو مندرجہ ذیل پتہ پر پہنچا کر ممنون فرمائیں۔

ولی الرحمٰن سنوری کارکن حدیقۃ المبشرین

سستے پلاٹ اور کالونی میں سب سے بلند مقام پر

کہکشاں ہاؤسنگ سکیم

حکومت پاکستان سے منظور شدہ

(مجید بلاک)

اپنی تمام سہولتوں کیساتھ کمرشل و رہائشی پلاٹس کو اپنی پوری صلاحیتوں کو بروئے کار لاتے ہوئے اس سکیم کو ہر طرح سے خوبصورت بنا رہے ہیں کہکشاں ہاؤسنگ سکیم میں نہایت کم قیمت پر پلاٹوں کی فروخت جاری ہے مندرجہ ذیل پلاٹوں کی خرید و فروخت کیلئے پتہ ذیل سے رابطہ کریں

۱ تا ۱۷، ۳۰ تا ۱۸۱، ۱۹۹ تا ۲۰۱، ۲۱۲ تا ۲۲۳، ۲۲۷ تا ۱ تا ۶، ۲۳۸، ۲۳۹ اور ۲۵۳ تا ۲۹۹

عبد المجید معرفت رزاق ریفریجریشن سروس ریلوے روڈ ربوہ

Digitized by Khilafat Library Rabwah

نکاح کے معاملہ میں شریعت کے احکام کو مدِّنظر رکھیں

حضرت فضل عمر

"غرض بہت سی اسی قسم کی باتیں ہیں کہ شادی کے معاملہ میں شریعت کی خلاف ورزی کی جاتی ہے۔ حالانکہ یہی ایسا معاملہ ہے کہ اس کے متعلق بہت زیادہ احتیاط کے ساتھ شریعت کی پابندی کرنی چاہیئے تھی۔ کیونکہ اس میں اپنا کچھ اختیار نہیں ہوتا۔ ایک غیر مرد کو غیر عورت کے ساتھ ملا کر کہہ دیا جاتا ہے کہ اولاد پیدا کرو۔ اور اپنا نام قائم رکھو۔ یہ ایسا مشکل اور اہم معاملہ ہے کہ اس کا اثر نہ صرف دنیا میں ہی بہت دُور تک جاتا ہے بلکہ آخرت تک پہنچتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کے متعلق استخارہ کا حکم دیا ہے اور اگر ضرورت ہو تو لڑکی کو دکھا دینے کا بھی ارشاد فرمایا ہے۔

چونکہ نکاح کا معاملہ نہایت اہم ہے اس لئے اس کے متعلق شریعت کے احکام کو خاص طور پر مدّنظر رکھنا چاہیئے تاکہ خدا تعالیٰ اچھے اور نیک نتائج پیدا کرے۔ اور مشکلات و مصائب اور بُرے نتائج سے بچائے۔"

خطبات النکاح جلد اوّل صـ ۸۵

شعبہ رشتہ ناطہ ۔ ربوہ

"اگرچہ فیصلہ دعاؤں سے ہی ہونے والا ہے مگر اس کے یہ معنے نہیں کہ دلائل کو چھوڑ دیا جاوے۔" (ملفوظات جلد ششم صـ ۳۲۸)

تقریبات کی وڈیو فلم کے ساتھ لوکل بارات کیلئے گاڑی کی فری سہولت

شالیمار ٹی۔وی سنٹر

بفضلہ تعالیٰ بڑی کامیابی کے ساتھ عرصہ بارہ۱۲ سال سے ٹیلیویژن V.C.R سروسنگ ٹریڈ میں ایک کوالیفائیڈ ٹیکنیشن کی زیرنگرانی احباب کی خدمت میں مصروفِ عمل۔

انس مارکیٹ ربوہ

المشتہر
قمر احمد ۔ مظفر احمد نجم

اعلیٰ باسمتی چاول

جب سے گورنمنٹ نے باسمتی چاول کی ایکسپورٹ کی اجازت دی ہے۔ ادارہ شفا میڈیکو نہایت اعلیٰ کوالٹی کا چاول ایکسپورٹ کر رہا ہے۔ کوالٹی کے لحاظ سے یہ چاول مُلک کے اندر اور مُلک کے باہر نہایت مقبول ہے۔

غیر ممالک میں جو اصحاب چاول امپورٹ کرنا چاہیں وہ ہم سے رابطہ کریں۔

اسی طرح ہم وافر مقدار میں کرنل باسمتی ۔ ۳۷۰ باسمتی اور ۳۸۵ باسمتی پرانی اور نئی فصل نقد خریداری کرتے ہیں۔ جو اصحاب اپنا مال فروخت کرنا چاہیں ہم سے رابطہ کریں۔ مگر اس بات کا خیال رہے کہ ہم صرف اعلیٰ کوالٹی کے مال کے ہی خریدار ہیں

شفا میڈیکو
چوک شفا میڈیکو ۔ نزد میو ہسپتال ۔ لاہور
فون ۶۳۶۹۳ ـ ۲۲۳۴۶۲
ٹیلیکس نمبر SHIFA PK ۴۴۳۸۹ ٹیلی فیکس ۲۲۸۵۹۶

خبریں

ملکی خبریں

○ وفاقی کابینہ کے ایک خصوصی اجلاس میں جسکی صدارت محترمہ بیگم نصرت بھٹو نے کی اس میں کشمیر کی حالیہ بے چینی پر غور کیا گیا اجلاس کے بعد بریفنگ دیتے ہوئے کہا کہ حالات اس رُخ پر ہیں کہ بھارت سے کشمیر کے مسئلہ پر جنگ خارج از امکان نہیں ہے۔ کابینہ نے فیصلہ کیا کہ ۱۰۔ فروری کو پارلیمنٹ کا مشترکہ اجلاس ہوگا جسمیں کشمیر کے مسئلہ پر غور ہوگا۔

○ کراچی میں لی مارکیٹ کے علاقے میں بم کا دھماکہ ہونے سے پانچ افراد زخمی ہو گئے۔ پشاور میں بموں کے دو دھماکے ہوئے۔ جس سے ۶۔ افراد زخمی ہو گئے ملیر کراچی میں ایک کونسلر کو جیب چھیننے کے الزام میں گرفتار کرنے کے بعد ہنگامے شروع ہو گئے۔ سٹیل مل کی بس نذرِ آتش کر دی گئی ۔ کئی افراد زخمی ہو گئے۔

○ ایم کیو ایم نے مڈٹرم انتخابات کا چیلنج قبول کرتے ہوئے کہا ہے کہ ہم پہلے سے زیادہ نشستیں جیتیں گے۔ ایم کیو ایم نے اعلان کیا ہے کہ وہ پورے ملک میں اپنی شاخیں قائم کریں گے۔

○ سیدہ عابدہ حسین رکن اپوزیشن نے کہا ہے کہ ۲۰ مارچ کے بعد بے نظیر بھٹو قائدِ ایوان نہیں رہیں گی خفیہ بیلٹ کے ذریعے دوبارہ انتخاب کروانا ہوگا۔

○ سابق وزیرِ اعظم محمد خان جونیجو نے کہا ہے کہ مسلم لیگ کا اتحاد پیپلز پارٹی کے سوا ہر پارٹی سے ہو سکتا ہے۔

غیر ملکی خبریں

○ روسی وزیرِ خارجہ شیورنا تزے نے خبردار کیا ہے کہ اگر روسی جمہوریتوں نے آزاد ہونے کا فیصلہ کیا تو اسکے سنگین نتائج بین الاقوامی طور پر برآمد ہوں گے۔ اُنھوں نے کہا کہ اگر یہ جمہوریتیں الگ ہو گئیں تو نہ صرف عوام پر مزید فوجی سیاسی اور اقتصادی دباؤ پڑے گا بلکہ ممکن ہے کہ اسکے نتیجے میں بین الاقوامی ڈھانچہ عدم استحکام کا شکار ہو اور یہ صورتحال کسی کے مفاد میں نہیں ہوگی مسٹر گورباچوف نے عندیہ دیا ہے کہ وہ ان جمہوریتوں کو بڑی حد تک خود مختاری دینے کیلئے تیار ہیں تاہم وہ روس سے علیحدگی کی زبردست مخالفت کریں گے۔

○ ایران کے مرحوم روحانی پیشوا آیت اللہ روح اللہ خمینی کے افکار پر غور کرنے کیلئے ساٹھ ممالک کے دو سو سے زائد شرکاء کی اسلامی کانفرنس گذشتہ دنوں تہران میں شروع ہو گئی ہے۔ ایرانی صدر علی اکبر ہاشمی رفسنجانی نے اپنے افتتاحی خطاب میں کہا ہے کہ اشتراکی دنیا میں اسلامی بیداری اور مقبوضہ کشمیر کی طرح دنیا کے مختلف حصوں میں بھی اسوقت آزادی کی جو نئی لہر اُٹھی ہے اسکے پیچھے آیت اللہ خمینی کے افکار کارفرما ہیں۔

○ بھارت کا مرکزی تفتیشی ادارہ سی بی آئی سویڈن کی بوفورس کمپنی سے توپوں کی خریداری کے سلسلے میں کمیشن کی وصولی کے حوالے سے سابق وزیرِ اعظم راجیو گاندھی سے بھی پوچھ گچھ کرے گا۔ سی بی آئی اس کیس کی ایف آئی آر سپیشل جج کی عدالت میں درج کرا چکی ہے

بقیہ: حضرت مولوی فرزند علی

زیرِ تعلیم ہیں ان خطرناک اثرات سے محفوظ رکھنے کے لئے

جو زبان زدِ خلائق ہیں ہمیشہ کوشاں رہے۔ مولوی عبد الرحیم صاحب درد جو انکی جگہ گئے ہیں پنجاب میں ایک مشہور ہستی ہیں اور ان کی اعلیٰ خدمات کا اعتراف انہی کالموں میں تھوڑا ہی عرصہ ہوا کیا جا چکا ہے۔"

(الفضل ۲۶ مارچ ۱۹۳۳ء)

اپنے تمام کرم فرماؤں کی خدمت میں اطلاعاً عرض ہے کہ ہمارے ہاں تا اطلاع ثانی مفردات (جڑی بوٹیاں) دستیاب نہیں ہونگی۔

منیجر ناصر دواخانہ
گولبازار ۔ ربوہ